مکاتیبِ رسول ﷺ اور عربی خط نویسی

☆ مرسل فرمان
☆☆ یعقوب خان مروت
☆☆☆ حلیمہ سعدیہ

Islam has borne a deep and lasting impact on all aspects of human life. Inevitably language, which is a crucial factor in the build-up of society, has also been re-vitalized and re-invigorated by Islam.

It was Arabia where Islam dawned its early rays, hence it is the Arabic language that got evolved under the revolutionary spirit of Islam. This deep impact has been caused through the two basic sources of Islam i.e. Quran and Hadith. Since our focus is Hadith, hence we shall talk on the impact of Hadith on the Arabic language.

Hadith has a lasting influence on the Arabic language, its literature, and the various genres of the Arabic literature.

The topmost among these diverse genres that dramatically evolved under the impact of Islam is 'letter writing'.

The genre of letter writing has been passing through its evolutionary stages before the Prophet-hood of Muhammad (S.A.W). Yet the clarity and style that it adopted; the purposefulness that it aspired and opted for; and its utility as an important official correspondence document all happened in the hands of our Holy Prophet (S.A.W). In short, it turned into a regular genre of literature. Letter-writing owes deeply to the life infusing spirit of our Holy Prophet (S.A.W) for its lay-out and design, its aim and purpose, and basic features. Our Holy Prophet (S.A.W) left a lasting impact on the letter writing that shall always be a source of inspiration for the faithful.

☆ ریسرچ ایسوسی ایٹ/لیکچرر، شیخ زاید مرکزِ اسلامی، جامعۂ پشاور۔
☆☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ عربی، جامعۂ پشاور۔
☆☆☆ لیکچرر، گورنمنٹ ڈگری کالج، نوشہرہ۔

اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو عربوں کی طرف آخری نبی بنا کر بھیجا، اور آپؐ کے لئے یہ مقدر کیا کہ آپؐ کے دشمن مغلوب ہو کر آپؐ پر ایمان لائیں۔ پھر اللہ تعالی نے آپؐ کے ذریعہ عربوں کی زندگی میں ایک ایسا انقلاب برپا کیا جس نے پہلے تو ان میں موجود صلاحیت کے سمندر کو ایک مثبت رخ دیا، جو بعد ازاں پوری دنیا میں واقع ہونے والے عظیم تر انقلاب کا سبب بنا۔

اللہ تعالی نے رسول اللہؐ کو ایک کامل نمونہ بنا کر بھیجا(۱)۔ جس نے نہ صرف عربوں، بلکہ تمام بنی نوع انسان کی زندگی کے مختلف گوشوں کو متاثر کیا۔ ان ہی گوشوں میں ایک گوشہ ادب کا بھی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم وتادیب خود اللہ جل شانہ نے کی(۲)۔ آپؐ کو عربوں کے سب سے باعزت اور زبان دان قبیلہ قریش میں پیدا فرمایا۔ پھر آپؐ کی پرورش عربوں کے سب سے فصیح قبیلہ بنو سعد بن بکر(۳) میں ہوئی۔ آپؐ کو أفصح العرب (عربوں میں سب سے زیادہ فصیح) بنایا، اور آپؐ کو جوامع الکلم کی صلاحیت دی(۴)۔

آپؐ مہبط قرآن بھی تھے۔ جو بلا شک وشبہہ عربی کی سب سے فصیح کتاب ہے۔ اسی طرح آپؐ قرآن کے سب سے زیادہ پڑھنے والے، سب سے پہلے حافظِ قرآن، اور سب سے پہلے معلّم قرآن بھی تھے۔ قرآن کی فصاحت و بلاغت کا بھی آپؐ کی غیر معمولی فصاحت و بلاغت پر اثر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کا کلام قرآن کے بعد سب سے فصیح کلام ہے(۵)۔

آپؐ نے عربی ادب پر غیر معمولی اثر ڈالا۔ جو صرف اسی وجہ سے نہیں کہ آپؐ فصیح اللسان وبلیغ الزبان تھے، بلکہ آپؐ نے قرآن کے بعد، فصاحت و بلاغت کو ایسے زریں اصول فراہم کیے، جس نے عربی ادب پر دوررس اثرات مرتّب کیے۔

آپؐ نے، بعد از کلام اللہ، عربی ادب کی تمام اصناف پر واضح نقوش چھوڑے۔ آپؐ ہی نے قرآن کی تشریح کرتے ہوئے ادب اسلامی کے خدوخال وضع کیے۔ اپنے پیرو شعراء، ادباء وخطباء کو اسلامی اقدار کا پابند بنایا(۶)۔

آپؐ سے عربی ادب کی تقریباً تمام اجناس متاثر ہوئیں۔ ان ہی اجناس میں سے ایک جنس (خط نویسی) بھی ہے، جس کے بارے میں اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ یہ ادبی صنف اپنی خدوخال کے تعین میں آپؐ ہی کی مرہون ہے۔

خطنویسی (رسائل) دیگر اقوام کے لئے نیا فن نہ سہی، لیکن عربوں کے لئے نیا ضرور تھا۔ عرب بے شک اسلام سے پہلے جاہلی دور سے ہی ادب کی مختلف اصناف مثلاً شعر، خطابت، امثال وحکم وغیرہ میں امتیازی مقام رکھتے تھے، لیکن فن خطنویسی ان کے ہاں ابھی ارتقائی مراحل سے گزر رہا تھا (۷)۔

جاہلی دور میں خطنویسی کے فن کے ضعف کی وجہ یہ ہے کہ اس فن کا سارا انحصار تعلیم پر ہے، جبکہ تعلیم قبل از اسلام عرب معاشرے میں ایک نادر چیز تھی۔ پس یہ کہا جا سکتا ہے کہ فنِ خطنویسی عربوں کے ہاں زمانہ ماقبل اسلام میں اسی طرح کمیاب تھا جتنا کہ تعلیم (۸)۔

عصرِ جاہلیت میں عربوں نے نہایت کم خطوط ورسائل تحریر کئے، اور ان میں سے جو ہم تک پہنچ سکے ان کی تعداد اس سے بھی کم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ٹھیک طرح زمانہ جاہلیت کے رسائل کی ایک واضح صورت متعین نہیں کر سکتے (۹)۔

زمانہء جاہلیت کے خطوط لکھے ہوئے بھی ہوتے تھے اور زبانی بھی (۱۰)۔ لکھے ہوئے خطوط کی مثال منذر الأکبر (۱۱) کا انوشیروان (۱۲) کو بھیجا ہوا خط ہے (۱۳)۔ اسی طرح حیرہ کے بادشاہ عمرو بن ہند (۱۴) کا شاعر طرفہ ابن العبد (۱۵) اور شاعر متلمس (۱۶) کے ہاتھوں بحرین کے عامل کو بھیجے ہوئے خطوط ہیں جن میں اس عامل کو طرفہ اور متلمس کو قتل کرنے کا حکم تھا (۱۷)۔ زبانی بھیجے گئے خط کی مثال أبو مرۃ جساس (۱۸) کا مھلھل (۱۹) کو بھیجا گیا خط ہے (۲۰)۔

عربوں کے شاذ ونادر ایک دوسرے کو بھیجے گئے خطوط اندرونِ ملک بھی ہوتے تھے، جیسے ناشب (۲۱) الأعور کا اپنی قوم کو خط (۲۲)، اور بیرونِ ملک بھی، جیسے نعمان (۲۴) کا کسری (۲۵) کو خط (۲۶)۔

ان خطوط کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اکثر کسی قسم کی تمہید یا مقدمہ سے خالی ہوتے، جن میں خط لکھنے والا بغیر تمہید باندھے فوراً اپنے موضوع کی طرف لپکتا (۲۷)۔ وہ تمہیدی عبارت جس کا ان کے ہاں استعمال رہا، خصوصاً قریش کے خطوط میں، وہ یہ ہے: (باسمك اللهم) (۲۸)۔

رسول اللہ ﷺ نے مکی دور ہی سے مسلمانوں کے درمیان تعلیم کو خاطر خواہ اہمیت دے کر خطنویسی کے لئے بنیاد فراہم کر دی تھی (۲۹)۔ ہجرتِ مدینہ سے پہلے آپ کی مراسلت کے بارے میں زیادہ پتہ نہیں چلتا۔ تاہم آپ کا نجاشی (۳۰) کے نام وہ خط جو آپؐ نے حبشہ کی طرف ہجرت کو جاتے ہوئے اپنے چچازاد جعفر (۳۱) کو

دیا، ابھی تک محفوظ ہے(۳۲)۔

اسی طرح انصار کے مطالبہ پر آپؐ نے مصعب بن عمیر(۳۳) کو مدینہ ہجرت سے پہلے معلم بنا کر بھیجا۔ پھر اپنی ہجرت سے پہلے ہی انھیں خط لکھ کر نمازِ جمعہ کی اجازت دی(۳۴)۔

تاریخ نے ہمارے لئے کوئی ڈھائی سو کے لگ بھگ آپؐ کے خطوط محفوظ کر رکھے ہیں(۳۵)، جن میں سے اکثر مدنی ہیں۔

مدنی زندگی میں آپؐ کے خطوط کو تاریخی لحاظ سے تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ ہجرت سے غزوۂ خندق (یعنی ۵ ہجری) تک:

یہ خطوط زیادہ تر سیاسی نوعیت کے ہیں، جن میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ آس پاس کے قبائل کو حلیف بنا کر قریش کو کمزور کیا جائے۔ ان میں اسلام کو شرط نہیں ٹھہرایا گیا۔

۲۔ سنہ ۵ ہجری سے غزوۂ تبوک تک:

یہ وہ عرصہ ہے جس میں مشرکینِ مکہ کمزور ہوئے جبکہ اہل مدینہ مستحکم ہونے لگے۔ اس دور کے خطوط میں نبیؐ نے مشرکین سے معاہدوں کے دوران اسلام کو شرط تو ٹھہرایا لیکن اس سلسلے میں زیادہ سختی سے کام نہیں لیا۔ پھر جب فتح مکہ کے بعد اسلام کو مزید استحکام حاصل ہوا تو خطوط میں 'اسلام یا جزیہ' معاہدوں کی لازمی شرائط میں سے ہو گیا۔

۳۔ تیسرے دور کے خطوط:

وہ ہیں جو غزوۂ تبوک کے بعد ضبطِ تحریر میں آئے۔ ان میں نبیؐ نے صرف اسلام یا جزیہ پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ مزید آگے بڑھ کر اسلام قبول کرنے والے حلیفوں پر زکوۃ بھی فرض کی، اور ان سے جمع صدقات کے لئے عمال و امراء بھی مقرر کیے(۳۶)۔

خط نویسی کے سلسلے میں آپؐ کے ہاں خاصا اہتمام پایا جاتا ہے۔ چنانچہ عربوں میں خطوط پر مہر لگانے کا رواج آپؐ ہی سے شروع ہوا،(۳۷) خط کی صفائی اور وضاحت کے لئے آپؐ نے ہدایت کی کہ کاغذ موڑنے سے پہلے سیاہی پر ریگ ڈال کر خشک کر لیا جائے(۳۸)۔ غلطی سے بچنے کے طور پر بطور احتیاط (س) کے تین شوشے

بنانے کا حکم بھی آپ سے مروی ہے۔(۳۹) اسی طرح کاتب کو یاد دہانی کے لئے اثناءِ کتابت رکھنے کی صورت میں یہ ہدایت بھی روایت کی گئی ہے کہ وہ اپنا قلم کان پر رکھ لیا کرے(۴۰)۔(۴۱)

مکاتیب رسول ﷺ کی ادبی قدر و قیمت

مکاتیب رسول ﷺ نہایت اہم ادبی قدر و قیمت کے حامل ہیں۔ انھوں نے عربی خط نویسی کو ایک خاص ڈھانچہ عطا کیا۔ اس کے خدوخال کا تعین کیا۔ اس کی شکل وصورت واضح کی۔ اور اس فن کو ایسی خصائص سے مزین کیا جو بعد میں آنے والوں کے لئے مشعلِ راہ ٹھہریں۔

رسول اللہ ﷺ کے خطوط کی خصوصیات

۱۔ خط کا (بسم الله) سے آغاز:

زمانہ ماقبل از اسلام کے خطوط سے ہم اس نتیجے تک پہنچتے ہیں کہ عربوں کا خط کے آغاز کے لئے کوئی خاص طریقہ نہ تھا، بلکہ اکثر تو ایسا ہوتا کہ وہ بغیر کسی مقدمے یا تمہیدی کلمات کے فوراً ہی اپنے موضوع کی طرف لپکتے، مثلاً ابومرّۃ جساس کا مہلہل کو لکھا ہوا خط کچھ یوں شروع ہوتا ہے: ((تم اپنا بدلہ لے چکے ہو، اور جساس کو تم نے قتل کر لیا ہے۔ پس اب جنگ سے باز آ جاؤ، اور جھگڑا وزیادتی چھوڑ دو۔ باہم صلح وآشتی سے پیش آؤ، جو دونوں قبیلوں کے لئے بہتر اور ان کے دشمنوں کے زخموں کو تازہ کر دینے والا ہے))(۴۲)۔

تاہم قریش، آپ کی بعثت سے پہلے ہی، اپنے خطوط کی ابتدا (باسمك اللهم) یعنی (شروع تیرے ہی نام سے اے اللہ) کی عبارت سے کرتے تھے(۴۳)۔

(بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم) سے کسی کام کے آغاز کی اہمیت کسی بھی قسم کے شک وشبہہ سے بالاتر ہے، کیونکہ خود آپ کی دیگر احادیث سے اسکی تائید ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں آپ کا یہ قول نہایت اہمیت رکھتا ہے: (كُلُّ أَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَهُوَ أَقْطَعُ) (۴۴) یعنی کوئی بھی اہم کام جسکا آغاز (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم) سے نہ ہو وہ برکت سے خالی ہوتا ہے۔

آپؐ جس طرح اپنے ہر کام کا آغاز اللہ کے نام سے کرتے ، یہی وطیرہ آپ کا اپنے خطوط میں بھی رہا۔ ابن سعد کی ایک روایت کے مطابق آپؐ شروع شروع میں اپنے خطوط کا آغاز قریش ہی کے طریقے کے مطابق (بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ) سے کرتے۔ پھر یہ بتدریج (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم) ہوا۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

قرآنی آیت (وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرهَا وَمُرْسَاهَا) (۴۵) کے نزول کے بعد آپؐ (بِسْمِ اللّٰهِ) لکھا کرتے تھے۔ پھر جب آیت (قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ) (۴۶) نازل ہوئی، تو آپؐ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ) لکھتے۔ اور آخرکار آیت (إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم) (۴۷) کے نزول کے بعد سے آپؐ نے (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم) لکھنا شروع کر دیا (۴۸)۔

۲۔ خط کا افتتاح (بعد از بسملہ):

بعد از بسملہ آپؐ نے اپنے خطوط کے آغاز میں کوئی ایک ہی لگا بندھا طریقہ نہیں اپنایا، بلکہ اس سلسلے میں آپؐ کے اسلوب میں ایک تنوع پایا جاتا ہے۔

آپؐ کبھی تو اپنے خط کا آغاز (من محمد رسول الله إلى فلان......) یعنی (محمد، اللہ کے رسول، کی طرف سے فلاں کو) کی عبارت سے اور کبھی (هذا كتاب) یعنی (یہ خط...... ہے) کی عبارت سے کرتے۔

نیز مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے ان دو اسالیب کا استعمال مسلمانوں اور مشرکین دونوں کے لئے کیا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ نے مشہور مسلمان سپہ سالار حضرت خالد بن ولید (۴۹) کو خط لکھا، جس کا آغاز کچھ یوں تھا: (من محمد رسول الله إلى خالد بن الوليد ......) یعنی (محمد، اللہ کے رسول، کی طرف سے، خالد بن ولید کی طرف......) (۵۰)۔

اسی طرح ہم آپؐ کے غیر مسلم۔ ہرقل (۵۱)۔ کو بھیجے گئے خط کو بھی دیکھتے ہیں: (من محمد رسول الله إلى هرقل ......) یعنی (محمد رسول اللہ کی طرف سے شاہِ روم ہرقل کی طرف......) (۵۲)۔

آپؐ کے دوسرے اسلوب (هذا كتاب) کی پہلی مثال آپؐ کا یمن کے ہمدان (۵۳) قبیلے کو بھیجا جانے والا خط ہے: (هذا كتاب من محمد رسول الله لمخلاف خارف (۵۴) ......) یعنی (یہ محمد رسول

اللہ کی طرف سے ہے خارف کے علاقے والوں کی طرف ......)(۵۵)۔

اسی اسلوب (هذا کتاب) کی دوسری مثال آپؐ کا رفاعہ (۵۶) کے لئے اس کی قوم، جو ابھی تک ایمان نہیں لائی تھی، کی طرف بھیجا، خط یہ ہے: (هذا كتاب من محمد رسول الله لرفاعة بن زيد......) (۵۷)۔

اسی طرح آپؐ نے اہل اسلام کے لئے (سلّم أنت ......) سے بھی خط کا آغاز کیا، جیسے آپؐ کا منذر بن ساوی (۵۸) کو خط: (سَلِّمْ اَنْتَ فَإِنِّیْ أَحْمَدُ إلیک اللهُ الَّذِیْ لَا إلٰه إِلَّا هُوَ ......) یعنی (سلام رہو، میں آپ سے اسی اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ......)(۵۹)۔

اور غیر مسلموں کے لئے (أمّا بعدُ) سے آغاز کیا۔ یہ اسلوب ابتدا اور سلام و حمد کے آغاز سے خالی ہوتا۔ اس کی مثال آپؐ کا اہل نجران (۶۰) کو بھیجا گیا خط ہے، جس میں آپؐ نے بسم اللہ کے بعد یوں کہا: (أما بعد فإني أدعوكم إلى عبادة الله من عبادة العباد ......) یعنی (أما بعد؛ میں تم لوگوں کو مخلوق کی عبادت سے ہٹا کر اللہ کی عبادت کی دعوت دیتا ہوں)(۶۱)۔

۳۔ افتتاح کے بعد سلام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خط میں مکتوب منہ اور مکتوب إلیہ کے ناموں کے بعد بات کا آغاز سلام سے کرتے۔ مسلمان کو خطاب کرتے ہوئے (سلام علیک) یعنی تم پر سلامتی ہو (۶۲)، کہتے، جیسا کہ آپؐ نے خالد بن ولید کو بھیجے گئے خط میں کیا:

(من محمد رسول الله إلى خالد بن الوليد
سلام عليك فإني أحمد إليك الله الذی لا إله إلا هو ......)۔

یعنی (یہ خط محمد رسول اللہ کی طرف سے خالد بن ولید کی جانب ہے۔ تم پر سلامتی ہو......)(۶۳)۔

کبھی کبھی آپؐ (السلام علی من آمن بالله ورسوله) یعنی (سلامتی ہو اس پر جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا)(۶۴)، کی عبارت بھی استعمال کرتے۔ جیسا کہ آپؐ نے اپنے اس خط میں کیا جو آپؐ نے بنو نھد (۶۵) کو بھیجا:

(من محمد رسول الله إلى بني نهد
السلام على من آمن بالله ورسوله ......).
یعنی (محمد رسول اللہ کی طرف سے بنونھد کی طرف، سلامتی ہو اس پر جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا)(۶۶)۔

کافر کو خطاب کرتے ہوئے آپؐ کبھی تو یوں سلام کرتے (سلام علی من اتّبع الھدی) یعنی (سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی اتباع کی) جیسا کہ آپؐ نے ایرانیوں کے بادشاہ، کسریٰ پرویز(۶۷) کو بھیجے ہوئے خط میں کیا:

(من محمد رسول الله إلى كِسرى عظيم فارس
سلامٌ على من اتبع الهدى وآمن بالله ورسوله ......)
یعنی (محمد رسول اللہ کی طرف سے، ایران کے بادشاہ کسریٰ کو۔ سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی اتباع کی اور ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسول پر......)(۶۸)۔

اور کبھی کبھی تو آپؐ مکتوب منہ و مکتوب الیہ کے ناموں کے بعد بغیر سلام کے ہی خط کے موضوع کی طرف آجاتے، جیسا کہ آپؐ نے اپنے مصر کے بادشاہ کو بھیجے گئے خط میں کیا:

(من محمد رسول الله إلى صاحب مصر
أما بعد فإن الله أرسلني رسولاً وأنزل عليّ قرآنا ......).
یعنی (محمد رسول اللہ کی طرف سے مصر کے بادشاہ کی طرف۔ اَمابعد: مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک رسول بنا کر بھیجا، اور مجھ پر قرآن نازل کیا......)(۶۹)۔

۴۔ حمد باری تعالیٰ بعد از سلام:

نبی کریم ﷺ سلام کے بعد اپنے خطوط میں کبھی تو اللہ کی حمد کرتے جیسا کہ آپؐ نے خالد بن ولید کو بھیجے گئے خط میں کیا۔

(من محمد رسول الله إلى خالد بن الوليد ......
سلام عليك فإني أحمد إليك الله الذي لا إله إلا هو

أما بعد ......)

یعنی (محمد، اللہ کے رسول، کی طرف سے، خالد بن ولید کی طرف۔ تم پر سلامتی ہو۔ میں تمہارے سامنے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ......)(۷۰)۔

اور کبھی بغیر حمد کے ہی آگے بڑھ جاتے، جیسا کہ آپؐ نے بنونھد کو بھیجے گئے خط میں کیا:

(من محمد رسول الله إلى بنى نهد

السلام على من آمن بالله ورسوله

لكم يا بنى نهد......).

یعنی (محمد رسول اللہ کی طرف سے بنونھد کی طرف، سلامتی ہو اس پر جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ اے بنونہد تمہارے لئے ......)(۷۱)۔

۵۔ حمد کے بعد تشہد:

کبھی کبھی آپؐ حمد کے بعد تشہد بھی لکھتے، جیسا کہ آپؐ نے منذر بن ساوی کو اپنے بھیجے گئے خط میں کیا:

(بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. من محمد رسول الله إلى المنذر بن ساوى سلام عليک فإنى أحمد إليک الله الذى لا إله إلا هو وأشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً عبده ورسوله، أما بعد ......)

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (یہ خط) محمد رسول اللہ کی طرف سے ہے، منذر بن ساوی کی طرف، تم پر سلامتی ہو۔ میں آپ کے سامنے اسی اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ معبود صرف اللہ ہی ہے اور محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ أما بعد......)(۷۲)۔

۶۔ مکتوب منہ اور مکتوب إلیہ کے ناموں کے فوراً بعد خط کے موضوع کی طرف آنا:

آپؐ کے خطوط کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے ان میں ایسا بھی کیا کہ مکتوب منہ و مکتوب إلیہ کے ناموں کے فوراً بعد (أما بعد) کے ذریعہ خط کے موضوع کی طرف آ گئے، مثلاً جیسا کہ آپؐ نے فروۃ بن عمرو(۷۳) کی طرف بھیجے گئے خط میں کیا:

(من محمد رسول الله إلى فروة بن عمرو
أما بعد، فقد قدم علينا رسولک......).

یعنی (محمد رسول اللہ کی طرف سے فروۃ بن عمرو کی طرف۔ أما بعد، ہمارے پاس آپ کا پیغام رساں آیا......)(۷۴)۔

۷۔ قرآنی آیات سے اقتباس:

جیسا کہ آپؐ پر قرآن کریم کے گہرے اثر کا ذکر ہوا۔ اس کا نتیجہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپؐ اپنے اکثر خطوط میں قرآن مجید سے بکثرت اقتباس کرتے ہیں۔ ذیل میں اس کی ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ آپؐ کا ہرقل کو بھیجا گیا خط کچھ یوں ہے:

(بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيْمِ (۷۵). من محمد عبد الله ورسوله إلى هرقل عظيم الروم. سلام على من اتبع الهدى (۷۶) أما بعد. فإني أدعوک بدعاية الإسلام أسلم تسلم يؤتک الله أجرک مرتين فإن توليت فإن عليک إثم الأريسيين و ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْاْ إِلَى كَلَمَةٍ سَوَاء بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ اللّهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللّهِ فَإِن تَوَلَّوْاْ فَقُولُواْ اشْهَدُواْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾(۷۷)

یعنی (شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (یہ خط) اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد کی جانب سے روم کے بادشاہ عظیم ہرقل کی طرف ہے۔ سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی اتباع کی۔ أما بعد؛ میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ تابعداری اختیار کرو اور بچ جاؤ، اللہ تمہیں دگنا اجر دے گا۔ اور اگر تم نے نافرمانی کی تو تم پر اریسیوں کا وبال ہوگا۔ اور اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے اُس کی طرف آؤ، وہ یہ کہ اللہ کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اُس کیساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھے۔ اگر یہ لوگ (اس بات کو) نہ مانیں تو (اُن سے) کہہ دو کہ تم گواہ رہو ہم (اللہ کے) فرمانبردار ہیں (۷۸)۔

اسی طرح آپؐ کا حبشہ کے نجاشی اُصحم کو بھی بھیجا گیا خط بھی ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيْمِ (۷۹) من محمد رسول الله إلى النجاشي الأصحم ملک الحبشة سلم أنت فإني أحمد إليک الله ﴿الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ

الْمُهَيْمِنُ﴾(۸۰) وأشهد أن عيسى ابن مريم ﴿رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ﴾(۸۱) البتول الطيبة الحصينة فحملت بعيسى ...... وإنى أدعوك إلى الله وحده لا شريك له والموالاة على طاعته وأن تتبعنى وتؤمن بالذى جاء نى فإنى رسول الله وقد بعثتُ إليك ابن عمى جعفراً ونفراً معه من المسلمين فإذا جاءك فأقرّهم ودع التجبّر فإنى أدعوك وجنودك إلى الله فقد بلغتُ ونصحتُ فأقبلوا نُصحى ﴿وَالسَّلاَمُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى﴾(۸۲).

یعنی (شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (یہ خط) اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد کی جانب سے نجاشی حبشہ کے بادشاہ الاَصحم کی طرف ہے۔ سلامت رہو۔ میں آپ سے اسی اللہ کی تعریف کرتا ہو﴿ جو بادشاہ ہے، سب عیبوں سے پاک ہے، سراسر سلامتی، امن دینے والا، اور نگہبان ہے﴾۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کی جانب سے ﴿ایک روح، اس کا ایک کلمہ ہیں جو اس نے مریم کی طرف القاء کیا﴾، جو کنواری، اچھی اور پاکدامن تھیں۔ وہ عیسیٰؑ سے حاملہ ہوئیں...... میں تمہیں اس اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو اکیلا ہے، اس کے سوا کوئی شریک نہیں، اور اسی کی اطاعت کی پیروی کی طرف بلاتا ہوں، اور اس چیز کی طرف بلاتا ہوں کہ تم میری اور جو میں لایا ہوں اس کی پیروی کرو۔ میں نے تمہاری طرف اپنے چچازاد اور اس کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت کو بھیجا ہے۔ پس اگر وہ تمہارے پاس آئے تو تم انھیں ٹھہراؤ اور تکبر کو چھوڑ دو۔ میں تمہیں اور تمہارے لشکر کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ پس اب تو میں پہنچا چکا ہوں اور خیر خواہی کر چکا ہوں، میری خیر خواہی کو قبول کرو﴿ اور سلامتی ہے ہدایت قبول کرنے والے پر﴾(۸۳)۔

ان خطوط میں موجود اقتباسات سے پوری طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر قرآن کا کتنا اثر تھا۔

۸۔ اپنے لئے اکثر مفرد کے صیغے کا استعمال:

آپؐ اپنے خطوط میں اکثر اپنے لئے مفرد کا صیغہ استعمال کرتے، مثلاً (أنا) یعنی (میں)، یا (لی) یعنی (میرے لئے)، یا (جاءنی) یعنی (میرے پاس آیا) وغیرہ۔ تاہم کبھی کبھی آپؐ نے جمع کا صیغہ بھی استعمال کیا ہے، مثلاً (بلغنا) یعنی (ہمیں/ ہمارے پاس پہنچا ہے)، وغیرہ(۸۴)۔

۹۔ مکتوب اِلیہ کو خطاب:

آپ مکتوب اِلیہ کو ان کی تعداد کے مطابق خطاب فرماتے۔ ایک شخص کو مفرد کے صیغے سے، مثلاً (لك،

علیك) یعنی (تمہارے لئے، تم پر) سے یا (أنتَ قلتَ کذا وفعلتَ کذا) یعنی (تم نے ایسا ایسا کہایا ایسا ایسا کیا)، وغیرہ۔ اسی طرح دو اشخاص کے لئے تثنیہ کا صیغہ، مثلاً (أنتما، لکما، علیکما) یعنی (تم دونوں نے، یا تم دونوں کے لئے، تم دونوں پر)۔ اور جمع کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا، جیسے (أنتم، لکم، علیکم) یعنی (تم نے، تمہارے لئے، تم پر) وغیرہ (۸۵)۔

۱۰۔ خط کا اختتام سلام سے کرتے:

آپؐ اپنے خط کا اختتام سلام سے کرتے۔ کبھی تو سلام میں (والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته) کہتے، اور کبھی تو (وَالسَّلامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى) یعنی (اور سلامتی ہو ہدایت کی اتباع کرنے والے پر) پر ہی اکتفا کرتے (۸۶)۔

۱۱۔ اُسلوب:

آپؐ کا اسلوب نہایت فطری تھا، جو ہر قسم کی ایسی بدیعات سے خالی تھا، جو کہ کلام کی مراد کو مبہم بناتے ہیں، ذہن کو کلام کی بنیادی فکر سے ہٹاتے ہیں، اور بآسانی بات کی تہہ تک پہنچنے میں رکاوٹ بنتے ہیں (۸۷)۔

۱۲۔ مخاطب کے احوال کے مطابق:

آپؐ کا عام طور پر طریقہ یہ تھا کہ لوگوں سے، چاہے وہ عوام ہوں یا خواص، قریش کے فصیح لہجے میں ہی خطاب کرتے (۸۸)۔ تاہم آپؐ کو خود آپ کے رب ذوالجلال نے تعلیم دی اور ادب سکھایا، (۸۹) نیز آپؐ کو جوامع الکلم بنایا (۹۰)۔ جس کی بدولت آپؐ دوسرے قبائل سے ان کے لہجات میں گفتگو کر سکتے تھے۔ لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ بعض روایات کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے سوال کیا کہ ہم سب ایک ماں باپ کی اولاد ہیں پھر کیونکر آپؐ دیگر قبائل سے ان کے ایسے لہجات میں گفتگو کر سکتے ہیں جو ہم نہیں سمجھتے۔ تو آپؐ نے جواباً کہا: أدبنی ربّی فأحسن تأدیبی ورُبّیتُ فی بنی سعد) یعنی (میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور کیا اچھا ادب سکھایا، اور میری پرورش بنو سعد قبیلہ میں ہوئی) (۹۱)۔

یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں آپؐ کے خطوط میں بعض ایسے کلمات بھی موجود ہیں جو عام استعمال میں نہ تھے اور شاذ تھے، مثلاً (عباهلة (۹۲)، تبعة (۹۳)، فریش، (۹۴) سیوب، (۹۵) وراط (۹۶)) اور اس طرح

کے درجنوں دیگر الفاظ ہیں، جو آپؐ نے استعمال کیے (۹۷)۔

عربی زبان کے نقاد اس چیز کی طرف خصوصی طور پر متوجہ ہوئے ہیں اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ایسے الفاظ دراصل غیر قریشی لہجے میں مستعمل تھے، اور آپؐ نے انھیں اس لئے استعمال کیا کہ آپؐ نے اپنے جن مخاطبین کو خط لکھے تھے وہ ان کے لہجوں میں استعمال ہوتے تھے۔ اور اس طرح اپنے مخاطب کے احوال کے مطابق الفاظ استعمال کیے (۹۸)۔

مکاتیب رسول ﷺ کا عربی خط نویسی پر اثر

ہم دیکھتے ہیں کہ وہ فن جو آپؐ کی بعثت سے پہلے ابھی ارتقائی مراحل سے گزر رہا تھا، جس کے اپنے کوئی خدوخال اور کوئی واضح صورت نہ تھی (۹۹)، آپؐ کے آتے ہی ایک فن کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ چنانچہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، اموی وعباسی خلفاء اور بعد میں تالیف کئے خطوط میں ہم آپؐ کے خط نویسی کے سلسلے میں چھوڑے گئے اصول وقواعد کا نمایاں اثر پاتے ہیں (۱۰۰)۔ یہی ثابت کرنے کے لئے ذیل میں چند خطوط بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں:

خلیفہء رسول اُبوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی باقی زندگی میں آپؐ کے قدموں پر قدم رکھا، ان کا یہی طریقہ اپنے لکھے گئے خطوط میں بھی تھا۔ ان کے خطوط آپؐ کے خطوط ہی کی طرح (**من أبی بکر خلیفة رسول الله إلی فلان**) کے الفاظ سے شروع ہوتے، اور اسی طرح سلام وحمد سے آگے بڑھتے۔ پھر (**أما بعد**) سے موضوع کی طرف آتے، اور خط کا اختتام سلام پر ہوتا۔ ایک شخص کو مفرد ضمائر (ك، ت) سے خطاب کرتے، یوں ہی تثنیہ کو تثنیہ، اور جمع کو جمع کی ضمائر سے مخاطب کرتے (۱۰۱)۔

وہ حضرت خالد بن ولید اور ان کے ساتھیوں کو خط لکھتے ہیں:

(**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ**

من عبد الله أبی بکر خلیفة رسول الله ﷺ إلی خالد بن الولید ومن معه من المهاجرین والأنصار والتابعین بالإحسان.

سلام علیک فإنی أحمد إلیکم الله الذی لا إله إلا هو، أما بعد فالحمد لله الذی أنجز وعده، ونصره دینه، وأعزّ ولیّه، وأذلّ عدوّه ......).

یعنی (شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللہ کے بندے خلیفہ رسولؐ ابوبکر کی طرف سے خالد بن ولید اور اس کے مہاجر وانصار ساتھیوں کی طرف اور ان سب کی طرف جنھوں نے احسان کے ساتھ ان کی اتباع کی۔ تم سب پر سلام۔ میں تم سب سے اسی اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اَمّا بعد۔ پس ساری تعریف اسی اللہ کی جس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے دین کی مدد کی، اپنے دوست کو غالب کیا، اور اپنے دشمن کو ذلیل کیا......)(۱۰۲)۔

اس خط میں حضرت ابوبکرؓ کا طریقہ حضورؐ کے طریقے کی پیروی کا ایک نمونہ ہے۔ آغاز خط میں (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)، پھر (مکتوب منہ اور مکتوب اِلیہ کا نام)، پھر (سلام اور حمد بھی حضورؐ جیسی)، اور سلام وحمد میں زیادہ لوگوں کے لئے جمع کا صیغہ کا استعمال (کم) وغیرہ جیسی بتاتی ہیں کہ آپؓ نے خط نویسی میں بھی رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل کی مکمل اتباع کی۔

دوسرے خلیفہ راشد عمر بن الخطابؓ نے بھی اپنی مراسلت میں حضورؐ کے خطوط کو مدّ نظر رکھا۔ تاہم (مکتوب منه) کے نام میں تھوڑی تبدیلی دیکھنے کو ملتی ہے۔ آپؓ نے جب مسندِ خلافت سنبھالی تو آپؓ کو (خلیفہ خلیفہ رسول) کہہ کر پکارا گیا۔ تو آپؓ نے کہا کہ یوں تو بات بہت لمبی ہو جائے گی کیونکہ آپؓ سے اگلے آنے والے کو (خلیفه خلیفه خلیفه رسول) کہہ کر پکارا جائے گا۔ لہذا آپؓ نے مسلمانوں سے کہا کہ: تم مؤمن ہو اور میں تمہارا امیر ہوں۔ پس آپؓ کو امیر المؤمنین کا نام دیا گیا(۱۰۳)۔

حضرت عمرؓ نے اپنے اس لقب (امیر المؤمنین) کو اپنے خطوط میں (مکتوب منه) کے نام کی جگہ استعمال کیا، جو کچھ یوں ہو گیا (من عبد الله عمرَ بن الخطاب أمير المؤمنين) یعنی (اللہ کے بندے اور مسلمانوں کے امیر عمر بن الخطاب کی طرف سے)۔ خط کا باقی انداز واسلوب وہی تھا جو حضورؐ اور ابوبکرؓ کے خطوط میں تھا:

(بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ من عبد الله عمر أمير المؤمنين إلى النعمان بن مقرن سلام عليك فإني أحمد إليك الله الذي لا إله إلا هو أما بعد فإنه قد بلغني أن جموعاً من الأعاجم..........و السلام عليكم).

یعنی (شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ یہ خط اللہ کے بندے مسلمانوں کے امیر عمر بن الخطاب کی طرف سے ہے نعمان بن مقرن کی طرف۔ تم پر سلام ہو۔ میں تم سے اسی اللہ کی تعریف کرتا ہوں

جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ عجمیوں کے بڑے لشکر......والسلام علیکم)(۱۰۴)۔

حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ اور حضرت علی بھی اپنے مکاتیب میں طریقہ پر کاربند رہے۔ نیز بنو امیہ اور بنو عباس بھی بڑی حد تک رسول کریمؐ کے وضع کردہ طریقے سے باہر نہیں گئے، اگرچہ انھوں نے اختصار کی بجائے طوالت کو ترجیح دی، اور سادگی کی جگہ تکلف اور تصنّع اپنایا، اور انشاء پردازوں نے بسملہ اور حمد کے نت نئے طرز اپنائے، لفاظی کا اہتمام کیا جانے لگا، استعارات، تشبیہات، کنایات، جناس، اقتباس وغیرہ اسالیب اختیار کئے گئے (۱۰۵)۔

خلاصۃ البحث

۱) عرب اگرچہ زمانہ ماقبل از اسلام سے ہی ادب میں ایک ممتاز حیثیت کے حامل تھے، تاہم تعلیم و تعلم کی کمی کی وجہ سے (خط نویسی) کا فن تاہنوز ارتقائی مراحل سے گزر رہا تھا، اور اس نے ابھی تک فن کی صورت اختیار نہیں کی تھی۔

۲) نبی کریم ﷺ عربوں میں سب سے فصیح شخص تھے۔ آپؐ کا کلام قرآن کے بعد سب سے فصیح کلام ہے۔ تاہم آپؐ نے زبان دانی کو کبھی فنی مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیا، اس لئے کہ آپؐ اپنے کلام کو مزین و محسّن بنائیں، بلکہ آپؐ کا مقصد اس سے بہت بلند تھا، اور وہ یہ کہ آپؐ اللہ کے پیغام کو پوری طرح اپنے مخاطبین تک پہنچا دیں۔ اس سلسلے میں آپؐ نے ادب کی اکثر نثری اصناف (مثلاً خطابت، رسائل، وقصص، وغیرہ) کا استعمال کیا۔ ان ہی اصناف میں سے ایک ادبی صنف فنِ خط نویسی بھی ہے۔

۳) رسول اللہ ﷺ نے مکی دورِ نبوت سے ہی تعلیم کو خاطر خواہ اہمیت دے کر خط نویسی کے لئے بنیاد فراہم کر دی۔ جس کے نتائج ہمیں مدنی دور میں واضح طور پر نظر آتے ہیں۔

۴) اسلامی دور کے آغاز تک فنِ خط نویسی کے خدوخال پوری طرح واضح نہیں تھے۔ آپؐ نے پہلی مرتبہ اس فن کا باقاعدہ استعمال کیا۔

۵) آپؐ جس طرح اپنے ہر کام کا اللہ کے نام سے آغاز کرتے، یہی اصول آپؐ نے اپنے خطوط میں بھی اپنایا، اور ان کا آغاز (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) سے کیا۔

۶) اسی طرح آپؐ نے (مکتوب منہ ومکتوب إلیہ) کے ناموں، سلام، حمد، تشہد، اور (أما بعد) سے موضوع کی طرف لپکنے کے سلسلے میں مختلف اسالیب کا استعمال کر کے اس فن کو عروج از بام پہنچایا۔

۷) قرآن سے اقتباس، اور (مکتوب إلیہ) سے اس کی لہجے میں رائج الفاظ کا استعمال کر کے آپؐ نے اس فن کی پیش رفت میں خاطر خواہ کردار ادا کیا۔

۸) آپؐ کے ان ہی اقدامات کی وجہ سے (خط نویسی) نے جلد ہی ایک فن کی صورت اختیار کر لی۔ اور آپؐ کے وضع کردہ ان اصولوں کی روشنی میں خلفائے راشدین اور پھر خلفاء بنی امیہ وبنی عباس نے اس فن کو بعد میں مزید ترقی سے ہمکنار کیا۔

حوالہ جات

۱۔ سورۃ الأحزاب: آیۃ ۲۱

۲۔ کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، لعلی بن حسام الدین المتقی الهندی، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۷۹م، رقم الحدیث: ۳۲۰۲۴؛ النہایۃ فی غریب الحدیث، لابن الأثیر الجزری، تخریج وتعلیق: صلاح بن محمد بن عویضۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷م، ۱/۳

۳ سعد بن بکر بن ہوازن: عدنان کی نسل سے تھے، جو فصاحت میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ انھیں میں رسول اللہ ﷺ کی بچپن میں پرورش ہوئی، جب حلیمہ السعدیہ آپ کو لے گئیں۔ بنو سعد حدیبیہ اور اس کے آس پاس آباد تھے، ان کی شاخوں میں سے کئی آجکل طائف کے پاس رہتی ہیں۔ (الاعلام، لخیر الدین بن محمود الزرکلی، دار العلم للملایین، ط۱۵: ۲۰۰۲م، ج۳/ص۸۴)

۴۔ المعجم الکبیر، لسلیمان بن أحمد الطبرانی، مکتبۃ العلوم والحکم، الموصل، ط۲: ۱۹۸۳م، تحقیق: حمدی بن عبد المجید السّلفی، ج۶/ص۳۵؛ کشف الخفاء، لإسماعیل بن محمد الجراحی، دار إحیاء التراث العربی، (د۔ت)، ج۱/ص۲۳۱

۵۔ المعجم الکبیر، ج۶/ص۳۵؛ کشف الخفاء، ج۱/ص۲۳۱

۶۔ تاریخ الأدب العربی، لمحمد رشید الحسنی الندوی، ومحمد الرابع الحسینی الندوی، تقدیم العلامۃ أبی الحسن علی الحسنی الندوی، دار ابن کثیر، ط۱: ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲م، دمشق، بیروت، ۲/۶۰۔۶۱

۷۔ الأدب الجاہلی، غازی طلیمات وعرفان الأشقر، ط۱:۲۰۰۱م، دارالفکر، دمشق، ص۱۶۷

۸۔ نگارشاتِ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ترتیب: محمد عالم مختار حق، بیکن بکس، لاہور، ۲۰۰۷ء، ۲/۱۴۲ و مابعدہ

۹۔ الأدب الجاھلی، ص۱۶۷

۱۰۔ نفس المصدر، ص۱۸۷

۱۱۔ منذر الأکبر: المنذر بن امرء القیس الثالث، جو اپنی ماں، ماء السماء، کے نام سے مشہور ہوا، جاہلی دور میں حیرۃ اور اس کے آس پاس عراق کے علاقے کا بادشاہ تھا۔ (الاعلام: ۷/۲۹۲)

۱۲۔ أنوشیروان: جو کسری یا خسرو کے نام سے بھی مشہور ہے۔ ایران کے بادشاہ (۵۳۱۔۵۷۹م) رہے۔ اپنے عدل کی وجہ سے مشہور ہوا۔ اس کے اہم کارناموں میں زمین کی پیمائش اور ٹیکس کے نظام کی اصلاح شامل ہے۔ (الاعلام: ص۵۸۹)

۱۳۔ تاریخ الأمم والملوک، لمحمد بن جریر الطبری، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱: ۱۴۰۷ھ، ۱/۴۷۷؛ الأغانی، لأبی الفرج الاصفہانی، تحقیق: سمیر جابر، ط۲، دارالفکر، بیروت، ۲/۱۱۴

۱۴۔ عمرو بن ہند: (۰۰۰۔۴۵ ق۔ھ۔) عمرو بن المنذر اللخمی: عصر جاہلی میں حیرہ کا بادشاہ۔ اپنی ماں (ہند) کی طرف نسبت کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ شاعر طرفہ کا قاتل، اور متلمس کو خط کے دینے والا ہیں۔ انھیں کے دور میں رسول اللہ ﷺ کی پیدائش ہوئی۔ (الأعلام: ۵/۸۶)

۱۵۔ طرفۃ بن العبد (تقریباً ۸۶۔۶۰ ق۔ھ) طرفہ بن العبد بن سفیان بن سعد: جاہلی دور کے پہلے طبقے کا شاعر، بحرین کے مضافات میں پیدا ہوا۔ حیرہ کے بادشاہ عمرو بن ہند کے ساتھ رہا۔ اسی بادشاہ نے پھر طرفہ کو نہایت کم عمری تقریباً ۲۰ سال کی عمر میں قتل کروایا۔ (الاعلام: ۳/۲۲۵)

۱۶۔ متلمس: (۰۰۰۔تقریباً ۵۰ ق۔ھ۔) جریر بن عبد العزی۔ یا عبد المسیح۔ بنی ضبیعۃ اور پھر ربیعہ سے تعلق رکھتے تھے۔ بحرین کے جاہلی شاعر تھے۔ اور شاعر طرفہ کے ماموں تھے۔ عمرو بن ہند نے متلمس کے قتل کی کوشش کی لیکن متلمس بھاگ کر بصری چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ (الاعلام: ۲/۱۱۹)

۱۷۔ الأغانی، ۲۴/۲۳۲؛ مجمع الأمثال، أبو الفضل أحمد بن محمد المید انی النیسابوری، تحقیق: محمد محی الدین عبد الحمید، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱/۳۹۹

۱۸۔ جساس (۰۰۰۔تقریباً ۸۵ق۔ھ) بن مرۃ بن ذہل بن شیبان، بنو بکر بن وائل قبیلہ سے تھے۔ جاہلی

دور کے بہادر، شعراء، اور امراء میں سے تھے۔ انھیں نے کلیب وائل کو قتل کیا، جو بکر اور تغلب کے درمیان ۴۰ سالہ طویل جنگ پھوٹنے کا سبب بنا، اور جس کے آخر میں خود جساس بھی قتل ہوا۔ (الاعلام:۲/۱۱۹)

۱۹۔ مہلہل: عدی بن الحارث بن مرۃ (۰۰۰۔۰۰۰ ق۔ھ۔) تغلب قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ جاہلی دور کے شعراء و بہادر لوگوں میں سے شمار ہوتے تھے۔ جساس بن مرۃ نے جب کلیب (مہلہل کے بھائی) کو قتل کیا تو مہلہل آگ بگولا ہوئے گیا، اور اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ لینے کی قسم کھائی، جس کے نتیجے میں بکر اور تغلب کے درمیان ۴۰ سالہ جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ (الاعلام:۴/۲۲۰)

۲۰۔ الأدب الجاہلی، ص ۱۸۷

۲۱۔ ناشب الأعور: ناشب الأعور بن بشامۃ العنبری، یہ بنو سعد بن مالک قبیلے کے ہاں قید تھا۔ اسی کی بہن (صفیہ بنت بشامۃ) کو رسول اللہ ﷺ نے شادی کا پیغام بھیجا لیکن بات پوری طرح طے نہ ہوسکی۔ (أسد الغابۃ، عز الدین أبو الحسن بن الأثیر الجزری، طبع القاہرۃ، ۱۳۸۶ھ، ۳/۳۸۵؛ المزہر فی علوم اللغۃ، عبد الرحمٰن بن أبی بکر السیوطی، تحقیق: فؤاد علی منصور، ط ۱: ۱۹۹۸م، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱/۴۴۴؛ الطبقات الکبری لمحمد بن سعد الزہری، دار صادر، بیروت، ط ۱: ۱۹۶۰م، ۸/۱۵۴)

۲۲۔ المزہر فی علوم اللغۃ، ۱/۴۴۴۔۴۴۵

۲۳۔ نعمان: دیکھیں حوالہ نمبر ۱۱

۲۴۔ کسری: دیکھیں حوالہ نمبر ۱۲

۲۵۔ تاریخ الطبری، ۱/۶۷۴؛ الأغانی، ۲/۱۱۲

۲۶۔ الأدب الجاہلی، ص ۱۹۷

۲۷۔ الأدب الجاہلی، ص ۱۹۷

۲۸۔ الطبقات الکبری، ۱/۲۶۳

۲۹۔ نگارشات، ۲/۱۴۲ و مابعدہ۔

۳۰۔ نجاشی (م ۹ھ): حبشہ کے بادشاہ کا لقب، یہاں جو مراد ہے وہ حبشہ کا وہ بادشاہ ہے جس کا نام اُصحم بن بحر تھا۔ اسی نے ہجرت حبشہ میں وہاں ہجرت کرنے والے مسلمانوں کا استقبال کیا اور انھیں پناہ

دی۔ بعض روایات کے مطابق آپؐ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔ نہایت نیک، پاک، صالح وعادل انسان تھا۔ (البدایة والنهایة، لإسماعیل بن عمر بن کثیر، تحقیق: علی شیری، دار إحیاء التراث العربی، ط۱: ۱۴۰۸ھ، ۳/ ۹۸)

۳۱۔ جعفر الطیار (۰۰۔۸ھ): جعفر بن أبی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم: حضرت علیؓ کے بڑے بھائی، ہجرت حبشہ کرنے والے، اور وہاں سے مدینہ اس وقت پہنچے جب حضورؐ غزوہ خیبر میں تھے۔ غزوہ موتہ میں نہایت جانفشانی سے جام شہادت نوش کیا۔ (الاعلام: ۲/ ۱۲۵؛ تاریخ بغداد، للخطیب البغدادی، تحقیق: مصطفیٰ عبد القادر، ط۱: ۱۴۱۷ھ، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۷/ ۱۴۹)

۳۲۔ پیغمبر اسلام، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مترجم: خالد پرویز، بیکن بکس، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۲۵۔

۳۳۔ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف (۰۰۔۳ھ) بہادر، اسلام کی قبولیت میں سبقت لے جانے والے صحابہ میں سے تھے، غزوہ بدر میں شریک تھے، اور احد کی جنگ میں شہید ہوئے۔ (الأعلام: ۷/ ۲۴۸؛ أسد الغابة: ۴/ ۳۶۸)

۳۴۔ مجموعة الوثائق السیاسیة للعهد النبوی والخلافة الراشدة، جمعها: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ط۷: ۱۹۸۷م، دار النفائس، بیروت، ص ۵۲

۳۵۔ نگارشات: ۲/ ۳۶۳

۳۶۔ تطور الأسالیب النثریة فی الأدب العربی، أنیس المقدسی، ط۵: ۱۹۷۴م، دار العلم للملایین، بیروت، ص ۲۳۔۳۸؛ الأدب العربی (من ظهور الإسلام إلی نهایة العصر الراشدی)، حبیب یوسف مغنیة، ط۱: ۲۰۰۲ھ، دار ومکتبة الهلال، بیروت، لبنان، ص

۳۷۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجمعة، باب الطیب للجمعة

۳۸۔ نظام الحکومة النبویة المسمی التراتیب الاداریة، لعبد الحی الکتانی، دار الکتاب العربی، (د۔ت)، بیروت، ۱/ ۱۲۹

۳۹۔ نفس المصدر: ۱/ ۱۲۵

۴۰۔ أیضاً

۴۱۔ نگارشات، ۲/ ۱۵۰

۴۲۔ لأدب الجاہلی،ص۱۹ا۷

۴۳۔ صبح الأعشى فى صناعة الإنشاء، أحمد بن على القلقشندى، شرحه وعلق عليه: محمد حسين شمس الدين، ط۱:۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷م، دار الكتب العلمية، بيروت، ۶/۲۱۱

۴۴۔ کشف الخفاء:۲/۹۵۹

۴۵۔ سورۃ ہود:۴۱

۴۶۔ سورۃ الإسراء:۱۱۰

۴۷۔ سورۃ النمل:۳۰

۴۸۔ الطبقات الکبری،۱/۲۶۴

۴۹۔ خالد بن الولید: مشہور صحابی، بہادر و ماہر سپہ سالار، جنھیں رسول اللہ ﷺ نے سیف الاسلام سے ملقب کیا۔ آپؓ ہی کی قیادت میں مسلمانوں نے فارس وشام وغیرہ کی فتوحات حاصل کیں۔ ۲۱ھ کو مدینہ میں وفات پائی۔ (الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ، أحمد بن علی بن حجر العسقلانی، تحقیق: علی محمد البجاوی، دار الجیل، بیروت،۱۴۱۲ھ، ۱/۴۱۳)

۵۰۔ البداية والنهاية، ۵/۹۸

۵۱۔ ہرقل: سنہء ۶۱۰ تا ۶۴۱م بازنطینی حکومت کا بادشاہ رہے۔ اس کا دور حکومت جنگوں کی وجہ سے معروف ہوئے۔ ایرانیوں سے پے در پے شکست کھانے کے بعد اپنی فوج کو از سرِ نو مرتب کیا اور انھیں واپس ماوراء النہار کے پیچھے دھکیل دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں سے ان کی جنگیں شروع ہوئیں۔ اور رومی امپائر کو شام، فلسطین، مصر، اور ما بین النہرین ملکوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ (المنجد فی الاعلام، المجموعۃ من المؤلفین، دار المشرق، بیروت،۱۹۸۰م،۷۲۷)

۵۲۔ تاریخ ابن خلدون، عبد الرحمٰن بن محمد بن خلدون، ط۴: (لات)، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ۲/۲۶۶

۵۳۔ ہمدان: ہمدان بن مالک بن زید کہلانی قحطانی: قدیم جاہلی دور کے بزرگوں میں سے ہیں۔ ان کی اولاد مشرقی یمن میں آباد تھی، پھر ان میں سے بہت سے حجاز آئے اور اسلام قبول کیا۔ (الأعلام:

۹۴/۸؛ جمهرة أنساب العرب، لعلی بن أحمد بن سعید بن حزم الأندلسی، دار الکتب العلمیة، بیروت، ط۳: ۱۴۲۴ھ: ۳۶۹، ۴۴۵، ۴۵۹)

۵۴۔ خارف بن عبداللہ بن کثیر، ہمدانی قحطانی جاہلی بزرگوں میں سے تھے۔ ان کی اولاد یمن میں رہتی تھی جنھیں آپؐ نے خط بھی لکھا۔ (الأعلام: ۲/۲۹۳)

۵۵۔ صبح الأعشی: ۶/۳۶۰

۵۶۔ رفاعة بن زید بن وہب الجذامی: صحابی، رسول اللہ ﷺ کے پاس غزوۂ خیبر سے پہلے صلح حدیبیہ کے موقع پر اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ آئے۔ سب مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپؐ نے رفاعہ کے لئے اس کی قوم کی طرف ایک خط لکھا۔ (أسد الغابة: ۲/۲۹۰)

۵۷۔ صبح الأعشی: ۶/۳۶۷

۵۸۔ المنذر بن ساوی بن الأخنس العبدی من عبد قیس، من تمیم (۰۰۰۔۸۳ھ): اسلام اور جاہلی دونوں ادوار میں امیر تھا۔ آپؓ بحرین کے امیر تھے جس وقت آپؓ کو حضورؐ کا خط آیا، جس میں آپؓ کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی، اور اپنا کام جاری رکھا۔ (الأعلام: ۷/۲۹۴؛ أسد الغابة: ۴/۴۰۹)

۵۹۔ صبح الأعشی: ۶/۳۶۲؛ تاریخ الطبری: ۲/۱۴۵

۶۰۔ نجران: سعودی عرب کے تیرہ علاقوں میں سے ایک، جنوب مغرب میں یمن کی حدود پر واقع ہے۔ زراعت اور کھجور کے باغات کی کثرت کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہیں پر اخدود کا مقام ہے جس کا ذکر قرآن میں بھی آیا ہے۔ (www.wikipedia.org)

۶۱۔ صبح الأعشی: ۶/۳۶۷

۶۲۔ نفس المصدر: ۶/۳۵۲

۶۳۔ البدایة والنهایة: ۵/۹۸؛ تاریخ الطبری: ۲/۱۹۴؛ صبح الأعشی: ۶/۳۵۳

۶۴۔ صبح الأعشی: ۶/۳۵۲

۶۵۔ نہد بن زید بن لیث من قضاعة: جاہلی دور میں یمنی بزرگوں میں سے، نجران کے قریب رہتے، اور طویل عمر پائی۔ اولاد بہت تھی، جن سے بہت سی شاخیں نکلیں۔ (الأعلام: ۸/۴۹)

۶۶۔ المثل السائر فی أدب الکاتب والشاعر، أبو الفتح الموصلی، ط۱: ۱۹۷۹م،

دارالكتب العلمية، بيروت، ١/١٦٦؛ صبح الأعشی:۳۵۴٦

٦۷۔ کسری پرویز: ایرانی بادشاہ (۵۹۰۔٦۲۸م) بازنطینی بادشاہ موریق کی بدولت تخت تک (۵۹۱) رسائی ہوئی۔ یروشلم پر قابض (٦۱۴م) ہوئے۔ بعد میں ہرقل نے ان کی خلاف کامیابی حاصل کی، اور آخر کار قید میں قتل کردئے گئے۔ (المنجد فی الأعلام: ص۵۸۹)

٦۸۔ البداية والنهاية:٦/٣٠٦؛ تاريخ الطبری:۲/۱۳۳

٦۹۔ صبح الأعشی:٦/۲۵۲

۷۰۔ البداية والنهاية:۵/۹۸

۷۱۔ المثل السائر ۱/۱٦٦؛ صبح الأعشی:٦/٣٥٤

۷۲۔ عيون الأثر، ابن سيد الناس، مطبعة القدسی والسعادة، القاهرة، ١٣٦٦ھ، ٢/٣٥٢

۷۳۔ فروة بن عمرو بن النافرة الجذامی: (م۱۲ھ) اسلام سے قبل اور عصر نبوی میں بھی روم کے بادشاہ کی طرف سے وہ اپنی قوم (بنوالنافرۃ) اور آس پاس کے عربوں پر عامل مقرر تھے۔ غزوۂ تبوک کے بعد آپؐ نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور ایک خچر تحفے میں بھیجا۔ قیصر کی حکومت کو ان کے اس رابطے کی خبر ہوئی تو انھیں فلسطین میں قید کر کے سولی چڑھا دیا۔ (الأعلام: ۵/۱۴۳؛ تاریخ ابن خلدون: ۲/۲۵٦)

۷۴۔ صبح الأعشی،٦/۳۵۲

۷۵۔ سورۃ النمل: آیۃ۳۰

۷٦۔ سورۃ طہ: آیۃ ۴۷

۷۷۔ سورۃ آل عمران: آیۃ٦۴

۷۸۔ صحیح البخاری، لمحمد بن إسماعیل البخاری، تحقیق، ضبط وترقیم: د۔ مصطفیٰ دیب البُغا، ط۴: ۱۴۱۰ھ، دار ابن کثیر، بیروت، کتاب الوحی، باب کیف کان بدء الوحی ؛ صحیح مسلم، لمسلم بن الحجاج النیسابوری، ط۱: ۱۴۰۸ھ، دار الفکر، بیروت، کتاب الجهاد والسیر ، باب کتاب النبی ﷺ إلی ہرقل یدعوہ إلی الإسلام

۷۹۔ سورۃ النمل: آیۃ۳۰

۸۰۔ سورۃ الحشر: آیۃ۲۳

۸۱۔ سورۃ النساء: آیۃ۱۷۱

۸۲۔ سورۃ طٰہ: آیۃ ۴۷

۸۳۔ صبح الأعشی:٦/٣٥١۔٣٥٢

۸۴۔ أیضاً

۸۵۔ نفس المصدر، ٦/٣٥٢

۸۶۔ أیضاً

۸۷۔ الأدب العربی، لمغنیة، ص۳۱۳

۸۸۔ صبح الأعشی، ٢/٢٦٠

۸۹۔ کنز العمال،۱۱/۴۰۶ ،رقم الحدیث:۳۱۸۹۰

۹۰۔ نفس المصدر،۱۱/۴۱۲ ،رقم الحدیث:۳۱۹۹۲

۹۱۔ النهایة فی غریب الحدیث، ج۱/ص۸

۹۲۔ عباہلۃ الیمن: یعنی یمن کے بادشاہ، جنھیں اپنی بادشاہی پر برقرار رکھا گیا۔(لسان العرب، لمحمد بن مکرم ابن منظور الأفریقی، دار صادر، بیروت: مادۃ: عبہل ،۱۱/۴۲۲)

۹۳۔ التیعۃ: ریوڑ کے ۴۰ جانور۔(اللسان، مادۃ: تیع ،۸/۳۸)

۹۴۔ الفریش: وہ نباتات ہیں جو زمین پر پھیلی ہوئی صورت میں اگیں، اور تنے پر کھڑے نہ ہوں۔ (اللسان، مادۃ: فرش، ۶/۳۲۶)

۹۵۔ سیوب: زمین میں مدفون مال، معدنیات وغیرہ۔(اللسان، مادۃ: سیب، ۱/۴۷۷)

۹۶۔ الوراط: بھیڑ بکریوں میں دھوکہ دہی کرنا، متفرق کو اکٹھا کر کے، یا اکٹھے کو الگ کر کے۔(اللسان، مادۃ: ورط، ۱/۴۲۵)

۹۷۔ صبح الأعشی:۲/۲۶۰

۹۸۔ تطور الأسالیب النثریۃ: ص۳۶

۹۹۔ الأدب الجاہلی: ص۱۶۷

۱۰۰۔ دراسات فی أدب الدعوۃ الإسلامیۃ، محمود حسین، مکتبۃ الخانجی، القاہرۃ ۱۹۸۲م، ص۳۱۰

۱۰۱۔ صبح الأعشی، ۲/ ۳۶۹

۱۰۲۔ مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ، ص۳۷۷؛ السنن الکبری، أحمد بن الحسین بن علی البیہقی، تحقیق: محمد عبدالقادر عطاء، مکتبۃ دار الباز، مکۃ المکرّمۃ، ۱۴۱۴ھ، کتاب السیر، باب إظہار دین النبی ﷺ علی الأدیان

۱۰۳۔ تاریخ الطبری: ۲/ ۵۶۹؛ تاریخ ابن خلدون: ۱/ ۲۸۲؛ البدایۃ والنہایۃ: ۷/ ۱۳۷

۱۰۴۔ تاریخ الطبری: ۲/ ۵۱۸

۱۰۵۔ تطور الأسالیب النثریۃ، ص۲۰۷؛ الفنون الأدبیۃ فی العصر العباسی، د۔ شعبان محمد مرسی، ط۲: ۱۴۱۶ھ، کلیۃ اللغۃ العربیۃ، الجامعۃ الإسلامیۃ العالمیۃ، إسلام آباد، ص۱۰۵